31781 ـ دھوکہ دینے والی کمپنی میں کام کرنا، اور ایسی کمپنی میں کام کرنے کا حکم جس کی بعض قسموں میں مباح اور بعض میں حرام کام ہوتے ہوں

سوال

ایك كمپنی جس میں حلال اور حرام دونوں كام ہوتے ہیں اور مسروقہ اشیاء فروخت كرتی اور دھوكہ دیتی ہے، كیا اس میں كام كر كے تنخواہ لینی حلال ہے؟
اگر وہ اس كمپنی سے كام ترك كرتا ہے تو جو بھی كام كرے اس میں ہی شرعی ممنوعات پائی جائینگی، لہذا اسے كیا كرنا چاہیے؟
كیا وہ اپنا كام كرتا رہے یا پھر كام چھوڑ كر بچوں كو بھوكا ركھے، بچوں كی دیكھ بھال كرنے والا كوئی نہیں ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر تو آپ كے كام سے ان كے دھوكہ و فراڈ اور چوری میں كسی بھی طرح اور كسی بھی شكل میں معاونت ہوتی ہو تو یہ كام جائز نہیں ہے.

كیونكہ اللہ سبحانہ وتعالی كا فرمان ہے:

اور تم نیكی و بھلائی كے كاموں میں ایك دوسرے كا تعاون كرتے رہا كرو، اور برائی گناہ اور ظلم و زیادتی میں ایك دوسرے كا تعاون مت كروالمائدۃ (2).

لیكن اگر آپ كا كام حرام كاموں سے بعید ہے، اور كمپنی كی اور بھی حصے ہیں جو حرام لین دین نہیں كرتے، تو كمپنی كے مباح كام والے حصہ میں آپ كام كر سكتے ہیں، لیكن شرط وہی ہے كہ: حرام كام میں كوئی معاونت نہ ہوتی ہو.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی كہتے ہیں:

" سودی اداروں میں ملازمت كرنی جائز نہیں، اگرچہ انسان چوكیدار، یا ڈرائیور ہی كیوں نہ ہو، اس لیے كہ اس كا سودی اداروں میں ملازمت كرنے سے ان اداروں پر رضامندی لازم آتی ہے؛ كیونكہ جو كوئی كسی چیز كا انكار كرتا

ہے اس کے لیے اس چیز کی مصلحت میں کام کرنا ممکن نہیں، اور جب اس کی مصلحت میں کام کرے تو وہ اس سے راضی ہے، اور حرام چیز کی رضامندی سے اس کے گناہ کا حصہ بھی اسے ملے گا.

لیکن جو شخص خود لکھتا، اور احاطہ قید میں لاتا، اور وصول کرتا، اور جاری وغیرہ کرتا ہے، وہ بلا شك و شبہ ڈائریکٹ حرام کے لیے ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ:

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے، اور سود کھلانے والے، اور سود کے دونوں گواہوں، اور سود لکھنے والے پر لعنت فرمائی، اور فرمایا: یہ سب برابر ہیں"

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (2 / 401).

آپ پر واجب ہے کہ حرام کام کرنے والی اقسام سے مالکوں کو منع کریں، اور انہیں یہ معاملات ترك کرنے کی نصیحت کریں، اور آپ پر یہ بھی واجب ہے کہ: اگر آپ استطاعت رکھتے ہوں تو خریداروں کو بھی نصیحت کریں، اور سامان میں پائے جانے والے عیب کے متعلق انہیں آگاہ کریں.

اور رہا مسئلہ کہ کوئی دوسرا کام ملتا ہی نہیں، تو یہ بات صحیح نہیں، اور یہ ایك شیطانی وسوسہ ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

اور جو کوئی بھی اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لیے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے، اور اسے رزق بھی وہاں سے دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا.

اس لیے مباح اور جائز کام بہت زیادہ ہیں، لھذا آپ اللہ تعالی پر بھروسہ کریں، اور اس پر توکل کرتے ہوئے حرام سے اجتناب کریں.

اور یہ کہ: بچے بھوکے مریں گے، ہم آپ سے پوچھنا چاہیں گے کہ کیا ان کا بھوکا مرنا افضل ہے۔ اگر ان کی موت فرض کر لی جائے۔ یا کہ آپ ان کی وجہ سے آگ میں داخل ہو جائیں؟ !

پھر اللہ تعالی تو وہ ذات ہے جس نے انہیں پیدا فرمایا، اور ان کا رزق بھی اپنے ذمہ لیا، جیسا کہ مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی میں ہے:

اور آسمان میں تمہارا رزق ہے، اور وہ بھی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جا رہا ہے.

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

اور تم اپنی اولاد کو فقر و تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انہیں اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں، بلا شبہ انہیں قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے.

اور پھر اللہ تعالی نے تو ہر انسان کا رزق اس کے ماں کے پیٹ سے باہر آنے سے قبل کا ہی لکھ دیا ہے، لھذا آپ عرش عظیم کے مالك سے فقر اور تنگ دستی سے نہ ڈریں، لیکن اگر ڈرنہ ہی ہے تو پھر اپنے نفس امارہ سے ڈریں جو برائی پر ابھارتا اور فتنوں ومعاصی اور گناہوں کی جرات دلاتا ہے، اور آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھیں:

" جو گوشت بھی حرام (کھا کر) پلا اور زیادہ ہوا ہو اس کے لیے آگ زیادہ اولی اور بہتر ہے"

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے ترمذی میں (614) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ترمذی میں صحیح کہا ہے.

حدیث میں لفظ " یربو" کا معنی زیادہ ہونا اور بڑھنا ہے.

اور" سحت" حرام کو کہتے ہیں.

ذیل میں ہم خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی کی سیرت کے چند ایك واقعات پیش کرتے ہیں:

ایك بار عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس مسلمانوں کے بیت المال کے لیے کچھ سیب آئے تو ان کے چھوٹے بیٹے نے ایك سیب لے لیا، تو عمر نے اس کے ہاتھ سے بہت شدت کے ساتھ وہ سیب چھینا کہ بیٹا روتا ہوا ماں کے پاس چلا گیا، تو ماہ نے بازار سے بچے کے لیے سیب خرید کر دیا، جب عمر واپس آئے اور گھر میں داخل ہوئے تو سیب کی خوشبو محسوس کی تو کہنے لگے:

اے فاطمہ، کیا تو نے اس مال سے کچھ لیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا نہیں، اور انہیں بتایا کہ اس نے اپنے بیٹے کے لیے اپنے مال سے سیب خریدا ہے.

تو عمر رحمہ اللہ تعالی کہنے لگے:

اللہ کی قسم، میں نے اس سے سیب چھینا تو ایسے لگا کہ میں نے اپنے دل سے چھینا ، لیکن میں نے یہ ناپسند کیا کہ مسلمانوں کے مال سے ایك سیب کے سبب اللہ تعالی کے سامنے اپنے آپ کو ضائع کردوں.

دیکھیں: مناقب عمر بن عبد العزیز (190).

عمر بن عبد العزيز رحمہ اللہ تعالی ایك دن عشاء كی نماز كے بعد اپنی بیٹیوں كو سلام كرنے گئے، جب ان كی بیٹیوں كو محسوس ہوا تو انہوں نے اپنے مونہوں پر ہاتھ ركھ لیے اور ان سے دور ہو گئیں، تو عمر رحمہ اللہ تعالی نے ان كی دیكھ بھال كرنے والی عورت سے كہا: انہیں كیا ہوا؟

تو اس نے جواب دیا: ان كے پاس رات كا كھانا كھانے كے لیے سوائے دال اور پیاز كے كچھ نہ تھا، تو انہوں نے ناپسند كیا كہ آپ ان كے مونہہ كی بو سونگھیں، تو عمر رحمہ اللہ تعالی رونے لگے، اور پھر اپنی بیٹیوں كو كہنے لگے: میری بیٹیو: تمہیں اس كا كوئی نفع اور فائدہ نہ ہو گا كہ طرح طرح اور انواع اقسام كے كھانے كھاؤ اور تمہارے باپ كو جہنم كی آگ میں جانے كا حكم ہو، تو بیٹیاں بھی بلند آواز میں رونے لگیں.

دیكھیں: عمر بن عبد العزیز، تالیف ڈاكٹر برنو (142)

عمر بن عبد العزيز رحمہ اللہ تعالی جب مرگ الموت میں تھے تو انہیں كہا گیا كہ تم اپنی اولاد كو فقر كی حالت كر چھوڑ رہے ہو یہ اچھی بات نہیں، ان كی اولاد میں دس بیٹوں سے زیادہ تھے، انہیں بلایا، اور انہیں دیكھ كر ان كی آنكھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور پھر كہنے لگے:

میرے بیٹو: تمہارے والد كو دو چیزوں كے مابین اختیار دیا گیا ہے، یا تو تم مالدار بن جاؤ اور تمہارا باپ آگ میں جائے، یا پھر تم فقیر اور تنگ دست رہو اور تمہارا باپ جنت میں داخل ہو, لھذا تمہارا فقر اور تنگ دست رہنا اور تمہارے والد كا جنت میں داخل ہونا اسے اس سے زیادہ محبوب تھا كہ تم مالدار بنو اور تمہارا والد آگ میں جائے، جاؤ اللہ تعالی تمہاری حفاظت كرے اور تمہیں بچائے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے.

واللہ اعلم .